مولانا مجاہد الحسینی

دلِ افسردہ کی صد پارہ قاشیں

مسلم مملکت عراق پر صدر امریکہ بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر کے جارحانہ اور ظالمانہ حملے کے بعد عراق میں بے گناہ اور مجبور مسلمانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں اور زخموں سے کراہتے مریضوں سے ہسپتالوں میں نہ تو گنجائش ہے نہ ان کے علاج معالجے کی دوائیں دستیاب ہیں۔ ظالمانہ اندھا دھند امریکی بمباری کی وجہ سے پورے شہر میں نہ بجلی کا نظام ہے کہ پانی حاصل کیا جا سکے، نہ کوئی ٹرانسپورٹ ہے، بس انسانی لاشوں کی بو اور سڑاند سے پورے علاقے میں سانس لینا دشوار ہے جو لوگ زندہ درگور ہیں انہیں خوراک اور پینے کا پانی میسر نہیں۔ یہ لوگ جان بچانے کی خاطر عراق کے گلی کوچوں سے باہر نکلتے ہیں تو امریکی و برطانوی سپاہی گولیوں کی بوچھاڑ سے انہیں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر جانب ہولناک موت کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں اور امریکہ کے دہشت گرد حکمران اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے تسلیاں دے کر دنیا کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے بغداد و عراق فتح کر لیا ہے اور چند روز تک نئی حکومت کی انتظامیہ پرسکون ماحول میں کام کا آغاز کر دے گی' آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

آج ایک لڑکے نے متجسسانہ نگاہوں سے میری جانب دیکھتے ہوئے دریافت کیا کہ اخبار میں ایک سرخی ہے سقوط بغداد......؟ یہ سقوط کیا ہوتا ہے؟ اور کیسے آتا ہے؟ میں نے کہا برخوردار! سقوط ایک ایسا لفظ ہے جو صرف مسلمان ملکوں میں ہے آتا ہے جیسا کہ سقوط اندلس، سقوط غرناطہ، سقوط ہسپانیہ اور اس سے پہلے بھی سقوط بغداد کا لفظ اس علاقے میں کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے' اب پھر تاریخ دہرائی گئی ہے اور پاکستان بننے کے بعد ہمارے علاقے میں بھی سقوط ڈھاکہ کا لفظ استعمال ہو چکا ہے۔ سقوط بغداد کا یہ واقعہ اس وقت رونما ہوتا ہے جب عراق کے اردگرد کے مسلمان ''سکوت'' اختیار کر کے اپنی چمڑی بچانے کی کوشش کریں اور اپنا کندھا اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل عام کے لیے دشمنان اسلام کے حضور نہایت ادب و احترام کے ساتھ پیش کریں' سکوت ہی سقوط کو جنم دیتا ہے۔ اخبارات کی سرخیوں میں نمایاں طور پر عراق کے مختلف شہروں میں نوجوانوں کی لوٹ مار کی خبریں شائع کی گئی ہیں۔

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں' جب امریکہ اور برطانیہ کے بادشاہ وہاں کے حکمران دور دراز کا سفر کر کے اپنے بحری بیڑے اور بمبار طیارے لے کر ایک مسلمان ملک عراق میں ''لوٹ مار'' کے لیے آ سکتے ہیں تو دس بارہ سال کی طویل مدت تک جن لوگوں پر باہر سے اپنی ضرورت کی چیزیں، خوراک حتیٰ کہ جان بچانے کی دوائیں منگوانے پر پابندی عائد تھی۔ اس ملک کے نوجوانوں کو جب حملہ آور ڈاکوؤں نے اشارے کے ساتھ اکسایا کہ وہ بھی اس لوٹ مار میں حصہ لے کر اپنی دنیا آپ بنا لیں تو نوجوانوں نے خالی گھروں سے اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھا لینے میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا ہے' بھوک کے مارے لوگ یہ بھی نہ

کریں تو اور کیا ہے' پھر جب ان معصوم بچوں نے دیکھا کہ گھروں میں آباد لوگوں کی لاشیں باہر سڑکوں پر بکھری پڑی ہیں اور زخموں سے نڈھال ہسپتال میں زندگی کے آخری سانس اور ہچکیاں لے رہے ہیں تو ان کے گھروں کے سامان کا مصرف اور کیا رہ جاتا ہے؟

عراقی بھائیوں کے لیے پاکستان نے کیا کیا؟

ایک صاحب نے ٹیلی فون پر دریافت کیا کہ ایک مسلم مملکت عراق پر امریکی و برطانوی بمباری سے قیامت برپا ہوگئی ہے' ان دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی نسل کشی اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دینے کے لیے عراق پر جتنا بارود گرایا ہے اور جتنا خطرناک اسلحہ بے گناہوں پر استعمال کیا گیا ہے۔ پوری صدی میں دنیا کے کسی بھی غیر مسلم ملک پر نہیں برسایا گیا۔ ایسی نازک اور ناگفتہ بہ صورت حال کے پیش نظر پاکستان نے یعنی اسلامی جمہوریہ نے حکومتی سطح پر کیا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے مسلمان مظلوم بھائیوں کی کیا مدد کی ہے؟ صرف پاکستان نے اکیلے ہی متحدہ عرب امارات نہیں بلکہ اسلامی برادر ملک نے بھی شانہ بشانہ اس کا اہتمام کیا۔ ایک طرف مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے اور دوسری طرف مسلمان ممالک نے شارجہ کپ کے مقابلے کا انعقاد کروایا تاکہ امت مسلمہ کا وقار بلند ہو' اور عراق کے شہیدوں کی روح کو ایصال ثواب بھی ہو جائے۔ ایسے نازک موقع پر ہم جنوبی افریقہ کی طرح کھیلوں کے مقابلے ملتوی کر کے نہ تو بزدلی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی راہ فرار اختیار کر کے دنیا کے روبرو اپنی کمزوری دکھلانے کا ارتکاب کر سکتے ہیں' اب اور نہ سہی:

''مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا''

عدم تحفظ کا احساس

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے عراق کے بعد از جنگ صورت حال پر غور کرنے کے لیے منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اتحادیوں کی طرف سے اقوام متحدہ کے فیصلے کو نظر انداز کر کے عراق پر حملہ جارحیت اور ظلم ہے' اس سے دنیا میں عدم تحفظ کا احساس اجاگر ہو رہا ہے۔ کوفی عنان بھی بھولے بادشاہ ہیں' عدم تحفظ کا احساس تو کمزور اور چھوٹے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ چھوٹے ملکوں میں جب بھی کوئی خود کفیل بننے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ صدام حسین نے عراق کو اسلحہ سازی میں خود کفیل بنانے کی کوشش کی تھی تو اسے سبق پڑھانے اور چھٹی کا دودھ یاد دلانے کے لیے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ اب عراق، برطانیہ اور اسرائیل میں عدم تحفظ کے احساس کی بجائے تحفظ بلکہ ''مکمل تحفظ'' کا احساس نمایاں ہوا ہے اور جن چھوٹے ملکوں کے حکمرانوں کے دماغوں میں خود کفالت کا کیڑا رینگنے لگے گا۔ ان کا حشر بھی عراق جیسا ہی کیا جائے گا۔ دنیا میں رہے نام امریکہ بہادر کا' باقی رہی ''اقوام متحدہ'' کی تنظیم کے وجود کی بات تو اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ یہ اقوام متحدہ نہیں اقوام مختلفہ کا ادارہ ہے' جس کا مفہوم باہمی اختلافات کا ظہور پذیر ہونا ہے۔ اس لیے تو امریکہ نے اقوام متحدہ کا ادارہ نظر انداز کر کے من مانی کی ہے اور آئندہ بھی یہی طریق کار اختیار کیا جاتا رہے گا۔